

راستبازوں کے لائق ستائش

نمبر: 3460

ایک خطبہ

شائع شدہ: جمعرات، 27 مئی 1915

بیان کردہ: سی۔ ایچ۔ اسپر جن

مقام: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیونگٹن

تاریخ: جمعرات کی شام، 18 جون 1868

"راستبازوں کے لائق ستائش ہے۔"

زبور 1:33

مزمور نگار حمد و ثنا سے معمور تھا، اس لیے اُس نے محسوس کیا کہ وہ اکیلا خُدا کے جلال کو کامل طور پر بیان نہیں کر سکتا، بلکہ اُس نے خواہش کی کہ اوروں کو بھی اِس مقدس خدمت میں شریک کرے۔ تم اُسے بار بار سننے ہو کہ وہ دریا اور خشکی کو، زمین اور آسمان کو، پہاڑوں اور وادیوں کو، پودوں اور رینگنے والے جانداروں کو، ہر زندہ مخلوق کو، آسمانوں اور اُن آسمانوں کو جو آسمانوں سے بالا ہیں، پکار رہا ہے تاکہ وہ لا متناہی یہوواہ کے نام کو بزرگی دینے میں اُس کی مدد کریں — جس کی مدح سرائی تمام مخلوقات کی طرف سے ملنے والی عزت و جلال سے بدرجہا بلند ہے۔

ستائش میں ایک مُبارک تاثیر چھپی ہے۔ یہ آگ کی مانند ہے — اگر یہ ایک مقام پر بھڑکتی ہے تو جہاں تک ہو سکے گی، وہاں تک پھیلتی جائے گی۔ ایک شخص اکیلا خُدا کی تعریف نہیں کر سکتا؛ اُس کے باطن میں یہ بلند آرزو جنم لے گی کہ اوروں کو بھی یہی نغمہ سکھائے۔ وہ ہمیشہ چاہے گا اور آرزو کرے گا کہ اوروں کو بھی اِسی شیریں مشغولیت میں شامل کرے۔

اب آئیے ان صدیوں کے اُس پار سے اُن کی آواز کو سنیں جو اپنے خُدا کے ساتھ ہیں، جب وہ ہم سے پکارتے ہیں: "اے راستبازو، خُداوند میں خوشی مناؤ، کیونکہ راستبازوں کے لائق ستائش ہے"

میں نے اپنے موعظے کے لیے اِسی ایک فقرے کو متن کے طور پر چُنا ہے، اور اب میں چار مختصر سوالی الفاظ کی روشنی میں اِسے بیان کروں گا — چار الفاظ جو ہر ایک کو عنوان کے طور پر کام آئیں گے:

I:
کیا؟

کیا چیز ہے جو اتنی موزوں ہے، ہاں، راستبازوں کے لیے اتنی موزوں؟ یہ ستائش ہے، خُدا کی ستائش۔ اور یہ خُدا کی ستائش، اگرچہ ہمیشہ ایک ہی جوہر رکھتی ہے — یعنی وہی روحانی حقیقت جو رُوح خُدا کی تحریک سے ظہور پذیر ہوتی ہے — تو بھی یہ مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے، اور ہر صورت میں یہ راستبازوں کے لیے موزوں ہی ٹھہرتی ہے۔

یہ اُس دل آویز صورت میں بھی موزوں ہے جب ہم نغمگی کے ساتھ، دل و زبان کو ہم آہنگ کر کے، بڑی جماعت میں اپنے یکجان پرستش کے احساس کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں یقیناً یہ سمجھتا ہوں کہ مقدس میں گائے جانے والے میٹھے نغموں سے زیادہ دلنشین منظر اور کوئی نہیں۔ اور جو ہمارے "دوستوں کے فرقہ" کے بھائی بغیر گیت گائے عبادت کرتے ہیں، اُن کی حالت کا مجھے کچھ خاص فہم نہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں کم از کم ایک بات کا اقرار ضرور کرنا پڑے گا جب وہ آسمان میں داخل ہوں گے، کیونکہ وہاں خاموش رہنا ممکن نہ ہوگا — جہاں سب مل کر ایسے نغمہ سرائی کریں گے جو گرج کی مانند ہوگی، اور جیسے سمندر کی زور آور موجیں اُس کی لامحدود شوکت کی تعریف کریں گی، جو ذبح کیا گیا مگر ابدالآباد تک زندہ ہے۔

میں تو یوں محسوس کرتا ہوں کہ ہم اپنے گیت کو ترک نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہو تو یوں لگے گا جیسے سبت کا دن اپنی رونق سے محروم ہو گیا ہو، گویا تم نے جان کی باغیچہ سے پھول نوچ لیے ہوں۔ ہماری جان کو گانا چاہیے، ہاں، وہ خُداوند کی مدح سرائی کرے گی۔

یہ عمل اتنا فطری معلوم ہوتا ہے ایک نئی مخلوق کے لیے کہ وہ دوسروں کے ساتھ مل کر ستائش میں مشغول ہو، کہ قیدخانے کی کوٹھڑی میں بھی، جب پولس اور سیلاس کو کوڑے مار کر زخمی کیا گیا اور اُن کے پاؤں بیڑیوں میں کسے گئے، تو انہوں نے صرف دُعا ہی نہ کی بلکہ خُدا کی حمد بھی کی — اور وہاں بھی ستائش موزوں تھی۔

یہ ستائش بہت سی قیدگاہوں میں موزوں رہی ہے جہاں سوائے خُدا کے کسی نے آواز نہ سنی۔
یہ اسکاٹ لینڈ کی اُن وادیوں میں موزوں تھی جب عہد شکنوں نے زبور بلند کیا۔
یہ انگلستان کے اُن گوشوں میں موزوں تھی جہاں پیورٹن، اپنی جان کے خوف کے باوجود، خُداوند کے نام کو بلند کرتے رہے۔
یہ اسمتھ فیلڈ کے شہیدوں کے جلانے جانے کے مقام پر موزوں تھی۔
یہ این اسکِیو کے ہونٹوں پر بھی موزوں تھی جب وہ اذیت دینے والے آلے پر پوری شدت سے کھینچی گئی۔
یہ ہر جگہ موزوں رہی ہے، جب بھی آواز نے اپنے آپ کو نغمگی کی روانی میں خُداے تعالیٰ کی ستائش میں اُٹھایا۔

لیکن صوتی ستائش کی ایک اور صورت بھی ہے، جو راستبازوں کے لیے اُسی قدر موزوں ہے — اور وہ ہے خُدا کی زبانی ستائش۔
میری مراد اُن مدح سرائیوں سے ہے جو خُداوند کے نام، ذات، خدمت اور نیکی کی تعریف پر مشتمل ہوتی ہیں، جب عام ایماندار اپنے ہم نوعوں سے خُدا کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔
یہ گمان نہ کرو کہ ساری ستائش صرف نغمہ سرائی میں ہی سمٹی ہوئی ہے۔

یہ بھی خُدا کی ستائش ہے جب ماں اپنے بچے کو اُس پاک ذات کی نیکی سناتی ہے جس نے ستارے بنائے اور زمین کو پھولوں سے آراستہ کیا۔
یہ ستائش ہے جب ایک نو ایمان شخص اپنے دل کی خوشی اپنے ہم نشین کو سناتا ہے، اور اُسے اُس چشمہ کی طرف بلاتا ہے جہاں سے وہ خود دھو کر پاک ہوا۔
یہ ستائش ہے، بلکہ بلند درجہ کی ستائش ہے، جب ایک پختہ عمر کا ایماندار اپنے بڑھاپے میں خُدا کی وفاداری کا ذکر کرتا ہے، اور گواہی دیتا ہے کہ خُداوند خُدا کی طرف سے جو کچھ بھلا وعدہ ہوا، اُس میں سے کوئی بات ناکام نہ ہوئی۔

اور جس طرح نو ایمان کی ستائش اُس پر فطری طور پر جچتی ہے — گویا تمام دُنیا میں سب سے قدرتی بات یہی ہے کہ وہ اسی طرح بزرگ ایماندار پر بھی یہ ستائش موزوں ٹھہرتی ہے، کیونکہ وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ اگر وہ، جو اِس قدر طویل عرصہ محفوظ رکھا گیا، خُدا کی مدح سرائی نہ کرے، تو راہ کے پتھر بھی اُس کے خلاف پکار اُٹھیں گے۔

وہ ستائش جو جیتی جاگتی، محبت بھری، اور ذاتی گواہی کے طور پر خُداوند کی نیکی اور وفاداری کو ظاہر کرے — وہ ہمیشہ راستبازوں کے لیے موزوں ہے۔
میری تمنا ہے کہ بعض ایماندار اِس بات کو یاد رکھیں کہ شکایت کرنا موزوں نہیں؛
دوسروں سے حسد کرنا، نقص نکالنا، حرص و طمع کرنا، اور بلند چیزوں کی خواہش رکھنا — یہ سب باتیں موزوں نہیں بلکہ اُس کے نام کی ستائش کرنا، اُس کی قدرت میں وفاداری اور اُس کے فضل میں نیکی کی گواہی دینا — یہی سب کچھ راستبازوں کے لیے موزوں ہے۔

لیکن شاید سب سے سچی ستائش وہ ہو جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی — تاملی ستائش۔
مجھے اندیشہ ہے کہ لندن میں ایسی ستائش نہایت کم پائی جاتی ہے۔
اور شاید دیہی علاقوں میں بھی اُس کی کثرت نہیں، اگرچہ اُن میں ہونا چاہیے۔

میری مراد ایسی ستائش سے ہے: جب، داؤد کی مانند، ہم خُداوند کے حضور بیٹھتے ہیں، اُس کی بے پایاں فیاضی پر غور کرتے ہیں، اور دل کہہ اُٹھتا ہے
"میں کیا ہوں، اور میرے باپ کا خاندان کیا ہے کہ تو مجھے یہاں تک لے آیا؟"
— میری مراد وہ ستائش ہے جس سے بے ساختہ آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں،
نہیں، وہ غم کے آنسو نہیں
بلکہ وہ بے پناہ شکرگزاری کے آنسو ہوتے ہیں جو خُدا کی نیکی کے بوجھ سے دل کو لبریز کر دیتے ہیں
اور یوں جان بن الفاظ کے پکار اُٹھتی ہے

اے میرے خُدا، جب تیری رحمتوں کا نظارہ میری بیدار جان کرتی ہے
"تو اُس منظر سے لبریز ہو کر میں حیرت، محبت، اور ستائش میں گم ہو جاتا ہوں

— جب خیالات اتنے بھاری ہوں کہ الفاظ اُنہیں اُٹھا نہ سکیں
جب وہ یوں لگے جیسے الفاظ کی کمر ٹوٹ جائے۔
جب "خامشی بامعنی" — جیسا کہ شاعر نے کہا — ہماری مدد کو آتی ہے

اور انسان اُس لانتہا شوکت اور نیکی کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ کچھ بولے گا بھی، تو وہ الفاظ اُس حالِ دل کے سامنے بیچ ہوں گے۔

،الفاظ تو فقط ہوا ہیں، اور زبانیں محض مٹی"
"لیکن تیری شفقتیں اُزلی و آسمانی ہیں

،پس کہاں پائی جا سکتی ہے وہ جگہ
جہاں الفاظ اور زبانیں تیری مدح کو لائق طریق سے بیان کر سکیں؟
— میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم میں ایسی خاموش ستائش زیادہ ہو
تو وہ خُدا کو مقبول، اور ہمیں بے حد بابرکت ٹھہرے۔
اگر ہم اُن پر سکون گوشوں تک جا سکیں، اُن خاموش سایوں میں پناہ لیں
،جو دُعا اور ستائش کے لیے ہم آہنگ ہیں
اور جو خُدا کی مہربان بخشش سے اُن کے لیے تیار کیے گئے ہیں
— جو اُسے سچے دل سے پرستش کرنا چاہتے ہیں
تو بے شک، ایسی ستائش راستبازوں کے لیے موزوں ہے۔

،مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں جارج ہربرٹ کو پادری کے باغ میں ٹہلتا دیکھتا ہوں
،اور نہر کے کنارے اوپر نیچے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے
اپنے دل میں خُدا کی حمد گاتا ہوا۔
اور اُن دیگر مقدس مردانِ خُدا کا بھی خیال آتا ہے
،جو اپنے دھیان میں ڈوبے ہوئے
خُدا کی تاملی ستائش میں مشغول تھے۔
ایسا لگتا ہے کہ وہ ستائش اُن پر اُسی طرح سجتی ہے
،جیسے ایک خوبصورت خلعت اُن کے کاندھوں پر موزوں ہو
جب وہ خُدا کی حضوری میں غور و فکر میں محو ہوں۔

لیکن ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بعض اوقات ستائش نہ مراقبے کی شکل اختیار کرتی ہے، نہ گفتگو یا نغمہ سرائی
— کی۔ بلکہ وہ کیا بن جاتی ہے؟
میں اُسے کیا نام دوں؟ — عادی ستائش، روح ستائش۔
میں اِس جماعت میں ایسے چند بھائیوں اور بہنوں کی طرف اشارہ کر سکتا ہوں جن کی موجودگی، اگرچہ سخت سردی کا موسم
ہو، میری عبادت گاہ کو خوشی سے بھر دے گی۔
،جب بھی اُن سے ملاقات ہوتی ہے، اُن کی آنکھیں ستاروں کی مانند چمکتی ہیں
،اُن کے لبوں سے گوہر جھڑتے ہیں
وہ کبھی مغموم نظر نہیں آتے، نہ شک میں پڑتے ہیں، نہ بے یقینی میں۔

ہر سبت کی صبح وہ ضرور کہتے ہیں:
،آج کا دن مبارک ہوگا۔ اِس کے لیے بہت دُعا ہوئی ہے"
اور خُدا ہمیشہ دُعا کا جواب دیتا ہے۔
تمہیں اِس میں خُداوند کی خاص مدد حاصل ہوگی۔
"حوصلہ رکھو۔

اور سبت کی شب اُن کی زبان پر ہوتا ہے:
"ایہ ایک برکت بھرا دن تھا"
گویا اُنہیں کبھی کوئی دن ایسا نہ ملا جو سبت کی برکت سے خالی ہو۔
وہ ہمیشہ سیر ہو کر جاتے ہیں، ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔

،اور اگر تم اُن سے بات کرو، تو دیکھو گے کہ وہ شاید جماعت کے سب سے جوان افراد نہیں
،نہ ہی وہ سب سے دولتمند ہیں
نہ ہی حالات میں سب سے بہتر۔
،لیکن وہ ہمیشہ سب سے زیادہ بشاش
ہمیشہ سب سے زیادہ خوش نصیب معلوم ہوتے ہیں۔
اور وہ دل سے گاتے ہیں:

"اُس سب کے عوض، جسے دنیا اچھا یا عظیم کہتی ہے۔
ہم اپنے بابرکت نصیب کو نہ بدلیں گے"

اب میرا یقین مانو، یہی حال راستبازوں پر نہایت موزوں ہے،
جب مرد و زن ستائش کی ایسی کیفیت میں آ جائیں
کہ وہ ہر وقت خُدا کو مبارک کہتے رہیں۔
کیوں کہ یہ ایک ایسا پاکیزہ لباس ہے جو اُن پر ایسے سجا ہوتا ہے
کہ وہ گھرانے میں بھی چمکتے ہیں
،کاروبار میں بھی
،کلیسیا میں بھی
،اور فرشتوں کی نگاہ میں بھی جو اُنہیں فرشتہ صفت ہی سمجھنے لگتے ہیں
کیونکہ وہ اُس پاکیزہ فطرت میں ڈھل چکے ہوتے ہیں جو آسمانی مخلوق کی مشابہ ہے۔

ایسا ہی ایک شخص تھا برنارڈ گلین
"جو ہمیشہ کہا کرتا: "یہ سب بہتر کے لیے ہوا۔
چاہے موسم خوشگوار ہو، یا بارش ہو
،گرمی ہو یا سردی
"وہ ہمیشہ کہتا، "یہ سب بہتر کے لیے ہے۔
جب اُسے ملکہ کے حکم سے لندن لے جایا جا رہا تھا تا کہ اُسے جلایا جائے
"تب بھی اُس نے کہا، "یہ سب بہتر کے لیے ہے۔"

،سیاہی، جو اُس کی یہ بات جانتے تھے
راستے بھر اُسے طعنہ دیتے اور تمسخر کرتے۔
جب اُس کا گھوڑا گرا اور اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی
،تب بھی وہ ہنستے
"لیکن برنارڈ نے کہا، "یہ بھی بہتر کے لیے ہے۔
راستے میں اُسے خواب گاہ پر لٹا کر اُس کی ہڈی باندھی گئی
"مگر اُس نے یہی کہا، "یہ بہتر کے لیے ہے۔"

،اور واقعی ایسا ہی ہوا
،کیونکہ اُس تاخیر کی بدولت جب وہ لندن کے قریب پہنچا
،تو اُس نے گھنٹوں کی آواز سنی
اور خبر ملی کہ ملکہ میری مر گئی ہے
— اور ملکہ الزبتھ تخت پر بیٹھ چکی ہے
،یوں برنارڈ گلین تین دن تاخیر سے پہنچا
اور جلائے جانے سے بچ گیا۔
"پس وہ ٹھیک کہتا تھا: "یہ سب بہتر کے لیے ہے۔"

،مگر مجھے یقین ہے کہ اگر وہ واقعی جلائے جانے گیا ہوتا
:تو اُس وقت بھی اُس کے لبوں پر یہی ہوتا
"یہ سب بہتر کے لیے ہے"
،اور اُس کی ربائی یافتہ رُوح
،جب خاکستر کو پیچھے چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کرتی
:تو ضرور یہ نغمہ گاتی
"اباں، یہ سب بہتر کے لیے تھا"

— یہ دلی کیفیت — نہ کہ صرف ستائش کا فعل، بلکہ ستائش کی روح
،جس میں جان یوں ستائش میں غرق ہو جیسے مچھلی پانی میں
،اور اُس شکرگزاری سے نہائی ہوئی ہو
— جیسے آستر نے اخسویرش کے محل میں عطر میں نہا کر اپنے آپ کو مہکایا تھا
ایسی دلی کیفیت راستبازوں کے لیے نہایت موزوں ہے۔

یہ اُس سوال کا جواب ہے: کیا؟
اور اب اگلا سوال یہ ہے:

II
کیوں؟

کیوں ستائش راستبازوں کے لیے ایسی موزوں اور زیبا ہے؟
ہم اس کا جواب یوں دیتے ہیں، اور تم جلدی دیکھو گے، کیونکہ یہ بات فطرتِ اشیاء سے واضح ہے۔

پَر فرشتہ کے لیے نہایت موزوں ہوتے ہیں۔
تم ہرگز یہ نہ سوچو گے کہ اُن ارواح کو جو آگ کے شعلوں کی مانند ہیں، پَر دیے بغیر تصویر کیا جا سکتا ہے۔
کس لیے؟

تاکہ وہ پرواز کریں،
تاکہ اُن کی مابیت آسمانی ہو
تاکہ اُن کی حرکات میں تیزی آئے۔

اسی طرح، اگر مسیحی کے پاس ستائش نہ ہو تو وہ اپنے پَر کھو دیتا ہے۔
پھر وہ کیا چیز ہے جس سے وہ بلندی پر اڑے؟
وہ تو زمین پر رینگنے کو نہیں چاہتا
— نہ دنیاوی کھلونوں کی محبت رکھتا ہے
تو وہ کیسے بلند ہو؟

دُعا اُس کو ایک پر عطا کرتی ہے،
لیکن ستائش اُسے دوسرا پر بخشتی ہے۔
اور جب اُسے دُعا اور ستائش دونوں میسر آئیں
تو وہ دنیاوی چیزوں کو پیچھے چھوڑ کر
اُس ابدی روح کی قوت سے پرواز کرتا ہے
جو اُسے آسمان کی طرف اُٹھا لے جاتی ہے

جہاں ازل کی صدیاں گردش کرتی ہیں،
جہاں مسرتیں فنا نہیں ہوتیں
اور لافانی میوے جان کو سیراب کرتے ہیں۔

اگر مسیحی کے خُدا کی حمد و ثنا کرنے کی قدرت کو چھین لیا جائے
تو وہ محض ایک خاکسار کیڑے کی مانند ہو جاتا ہے
شکوہ، اندیشوں اور فکروں میں جکڑا ہوا۔
لیکن اگر اُس کے اندر وہی شعلہ بھڑک اُٹھے
جو آسمان پر سرافیمی محبت کی مانند خُدا کی طرف جلتا ہے
تو وہ فوراً بلند ہو جاتا ہے۔

ستائش راستبازوں کے لیے اس لیے بھی موزوں ہے، کیونکہ یہ اُس کے مرتبہ سے موافق ہے۔
جب ہارون نے اپنا سینہ بند، اپنا کمر بند، اپنا ایفود اور گھنٹیاں پہنیں
تو سب نے کہا کہ یہ لباس ہارون کے لیے زیبا ہے۔
یہ لباس ہمارے لیے زیبا نہ ہوتا
کیونکہ ہمیں اُسے پہننے کا حق حاصل نہ ہوتا
مگر ہارون کا منصب اُسے یہ لباس زیب دیتا تھا۔

اگر میں آج کی شب تمہارے سامنے ایک سُرخ فوجی کوٹ پہن کر آتا
تو تم کہتے، "نہیں، یہ لباس سپاہی کے لیے موزوں ہے
اُس کے مرتبہ کو زیب دیتا ہے
"لیکن واعظ کے لیے مناسب نہیں۔"

اب مسیحی ایک کابن ہے،
 اور ستائش کابن کے لباس کا ایک جزو ہے
 یہ اُس کا مشغلہ ہے۔
 چونکہ ہم خُدا کے حضور بادشاہ اور کابن ٹھہرائے گئے ہیں
 پس ہمیں زیب دیتا ہے کہ ہم اُس سنہری عطر دان کو جھلائیں
 جو شکرگزاری سے لبریز ہے
 اور سنہری قربان گاہ کے سامنے کھڑے ہو کر
 یسوع مسیح کے وسیلہ سے خُدا کو ستائش اور حمد کی قربانی مسلسل چڑھاتے رہیں۔
 یہ ہمارے فطرت اور ہمارے منصب، دونوں سے ہم اہنگ ہے
 پس یہ راستبازوں کے لیے نہایت موزوں ہے۔

ستائش راستباز کے لیے ویسی ہی زیبا ہے
 جیسے پھول اور میوے پودے کے لیے زیبا ہوتے ہیں۔
 کبھی کوئی پودا ایسا نہ تھا جس کے میوے اُس کے مناسب نہ ہوں
 اور باغ میں سیب کے درخت کی سب سے بڑی زیبائش یہ ہے
 کہ وہ اپنے عجیب گلوں سے لدا ہوا ہو
 جو دنیا کی سب سے حسین اشیاء میں سے ہیں
 اور پھر یہ کہ اُس کی شاخیں شیریں پھلوں سے جھکی ہوں۔

پودے کی زیبائش اُس کے کامل ہونے اور پھل لانے میں ہے۔
 یوں ہی مسیحیوں کے ساتھ ہے۔
 بنجر مسیحی میں کوئی خوبصورتی نہیں
 لیکن ایک مسیحی کی روحانی زیبائش یہی ہے
 کہ وہ خُدا کے لیے پھل لائے
 اور وہ پھل کیا ہے؟
 "جو کوئی ستائش کی قربانی چڑھاتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے"
 خُداوند فرماتا ہے۔

انسان خُدا کی تمجید کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔
 یہی اُس کا اعلیٰ مقصد ہے۔
 تو جو بات اُس کا اعلیٰ مقصد ہے
 وہی اُسے زیبا بھی لگتی ہے۔
 اگر وہ اپنے مقصد کو پورا کرتا ہے
 تو وہ اُسے زیبا معلوم ہوتا ہے جس نے اُسے بنایا
 اور چونکہ ہمارا اعلیٰ مقصد خُدا کی تمجید ہے
 پس ستائش راستباز کے لیے زیبا ہے۔

ایک بار پھر، ستائش راستباز کے لیے ویسے ہی زیبا ہے
 جیسے تاج بادشاہ کے لیے زیبا ہے۔
 یہ اُس کا اعلیٰ شرف ہے، اُس کی سب سے بڑی عظمت۔
 ہماری سب سے بڑی عزتوں میں سے ایک یہ ہے
 کہ ہم خُدا کی تمجید کریں
 اُس کی تمجید کریں کہ ہم اُس کے چنے ہوئے، اُس کے پیدا کیے ہوئے ہیں
 کہ ہم اُس کے فدیہ یافتہ، اُس کے مقدس، اُس کے محفوظ شدہ لوگ ہیں۔

جب ہم اس مقام تک پہنچتے ہیں
 تو گویا ہم جنت سے کچھ ہی کم درجہ رکھتے ہیں۔
 اور جنت میں
 معلوم نہیں ہم کبھی اُس سے زیادہ زیبا معلوم ہوں گے
 جب ہم تمام فرشتگان کے ساتھ
 خُداوند کے نام کی تمجید اور بزرگی کر رہے ہوں گے۔

،جب ہم خُدا کی تمجید کرتے ہیں
 ،تو گویا ہم اپنے تاج پہنتے ہیں
 جیسے آسمانی تخت کے سامنے وہ فرشتے جو خُدا کی تمجید کرتے ہیں
 ،اپنے تاج لے کر آتے ہیں
 لیکن ستائش کے جزو کے طور پر
 ،پھر اُنہیں اُتار کر رکھتے ہیں
 :اور کہتے ہیں
 ،ہماری نہیں"
 ،ہماری نہیں
 ،اے خُداوند
 "بلکہ تیرے نام کو جلال ہو

،پس، اے مسیحی
 یہ بات اپنے دل میں بسا لے
 کہ ستائش راستباز کے لیے موزوں ہے۔

دنیا میں بہت سے لوگ ہیں
 جو اپنی ظاہری خوبصورتی کی بڑی پرواہ کرتے ہیں۔
 ،وہ اُٹینہ میں دیکھتے رہتے ہیں
 ،بال سنوارتے رہتے ہیں
 ،لیاس کو درست رکھتے ہیں
 —کوئی پن ٹیڑھی نہ ہو
 کیا فائدہ؟

،جب تم خود کو بہترین انداز میں سنوار لو
 تب بھی مکھی، بھنورے اور حشرات تم پر سبقت لے جاتے ہیں۔
 ،اگر تم سلیمان کی شان تک بھی پہنچ جاؤ
 تب بھی سوسن تم سے بڑھ کر ہیں۔
 وہ تمہیں مات دیتے ہیں۔

مگر زیبائش کا یہ خیال
 کسی بہتر سمت مڑنا چاہیے۔
 ،اگر میں واقعی خود کو زیبا بنانا چاہتا ہوں
 تو میں کیوں نہ اُن کی نظر میں زیبا بننے کی آرزو رکھوں
 جن کی رائے کا کچھ مول ہے؟
 اور خُدا کی نظر میں زیبا بنوں؟

یہ کیسے ممکن ہے؟
 پہلا قدم یہ ہے
 ،کہ میں یسوع مسیح کے خون اور راستبازی سے ڈھانپ دیا جاؤں
 جو مسیحی کی اصل خوبصورتی ہے۔
 اور دوسرا یہ
 ،کہ میں خُدا کی حمد کروں
 اور اُس کی تمجید ہر وقت اپنے لبوں پر رکھوں۔

اگر میں شکایت اور ماتم شروع کر دوں
 ،جب میرے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے
 تو میں گویا اپنے ہی چہرے کو خراش دے رہا ہوں۔
 —یہ مجھے زیبا نہیں بناتا
 ،بلکہ میں تو چیتھڑے پہن رہا ہوں
 ،اپنے لباس کو داغدار کر رہا ہوں

اپنی سونے کی انگوٹھیاں اُتار رہا ہوں
اپنی زینت کو اُتار رہا ہوں۔

لیکن اگر میں خُدا کی تمجید کرتا ہوں
تو میں اپنی بہتر فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہوں
اپنے منصب کے مطابق چل رہا ہوں
میں سب سے معزز حالت میں سرگرم ہوں
اور اُس مقصد کو پورا کر رہا ہوں
جس کے لیے خُدا نے مجھے تخلیق کیا۔

پس، اے تم جو چاہتے ہو کہ زیبا سمجھے جاؤ
خُدا کی حمد میں لگاتار مشغول رہو۔

اور اب، تیسری بات کے طور پر
یاد دہانی کے لیے ایک اور چھوٹا سا لفظ
:اور وہ ہو گا

III

کب؟ .

راستباز کے لیے ستائش شایانِ شان ہے۔“ لیکن کب؟“
آج کل جو چیز ایک دن موزوں سمجھی جاتی ہے
دوسرے دن وہ ناساز نظر آتی ہے
کیونکہ دنیاوی رسم و رواج ہر وقت بدلتے رہتے ہیں۔
لیکن اے سننے والے! میں تجھ سے سچ کہتا ہوں
کہ رُوحانی لباس کبھی متغیر نہیں ہوتا
اور جو کچھ خُدا آج شایان و پسندیدہ قرار دیتا ہے
وہی آئندہ برس بھی شایان ہوگا
اور ابدالآباد تک زیبا رہے گا۔

ستائش کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی
نہ وہ زمان و مکان کی قید میں ہے
نہ وہ کبھی پرانی ہوتی ہے۔
تو خُدا کی حمد کر، اور وہی کلمات ادا کر
جو پہلے زمانے میں حنوک کی زبان سے نکلے
تب بھی وہ میٹھے تھے، اور اب بھی موزوں ہیں۔

راستبازوں کے لیے کب ستائش زیبا ہے؟
میرا جواب ہے: ہمیشہ۔

ہر وقت، ہر موسم، ہر مقام پر۔
یہ کبھی بے جا نہیں۔

جب جماعت جمع ہو، اور عبادت شروع ہو
تب باآواز بلند ستائش کرنا راستباز کے لیے زیبا ہے۔

اگر فقط دو یا تین بندگان خُدا کسی خاکسار مدرسے
یا کسی جھونپڑی، یا گودام میں
یا کسی درختوں کے نیچے جمع ہوں
یا چند ایک جہاز کے عرشے پر
یا کیین یا نچلے حصے میں
تو بھی وہاں خیمہ زن ہو کر

صبیوں کے گیت گاؤ،
کیونکہ وہاں ستائش شایان ہے۔
اگر بیابان کے کسی کونے میں
یا کسی لکڑی کے جھونپڑے میں کچھ اہل ایمان ہوں
تو وہ جگہ بھی خُدا کی حمد سے شیریں ہو جائے گی۔

اے بھائیو! ستائش ہر وقت راستباز کے لیے زیبا ہے۔
اگر وہ صبح کو بیدار ہو
تو کہے
”اُٹھ! اے دل، بیدار ہو“
اور فرشتگان کے ساتھ ٹو بھی
”ازل کے بادشاہ کی تمجید کر۔
صبح کی حمد، شبنم کی مانند، زیبا ہے۔
اور اگر رات کے پہر وہ اپنے بستر پر بے آرام لیٹا ہو
اور درد اُسے جگائے رکھے
تو بھی خُداوند کی تمجید کرنا شیریں ہے۔

اے تم جو گلیوں میں گاڑیاں ہانکتے ہو
جب کوڑا ہلاتے ہو، تو زیوں کا گیت گاؤ
—کیونکہ دنیاوی گیت وہاں گونجتے ہیں
تو کیوں نہ ہم بھی آسمانی نغمہ گائیں؟
یہ تمہارے لیے زیبا ہو گا۔

جب تم کھیتوں میں ہل چلاتے ہو
یا گھاس کاٹتے ہو، یا فصل کاٹتے ہو
اور تم نیک بیٹیاں جب سوئی دھاگے کا کام کرتی ہو
یا مشین چلاتی ہو، یا کتابیں ترتیب دیتی ہو
اور تم مائیں جب گہوارہ جھلاتی ہو
تو اگر تمہارے دل راستباز ہیں
تو تمہاری زبان سے نکلنے والی حمد
ہر حال میں موزوں ہو گی۔

لیکن کچھ موقعے ایسے بھی ہوتے ہیں
جب ستائش خاص طور پر خوبصورت لگتی ہے۔
مثلاً جب ٹو محتاجی میں ہو۔
جب سب کچھ تیرے پاس ہو
—تو خُدا کی حمد کرنا آسان ہے
ہر کوئی ایسا کر سکتا ہے۔
جیسے گُنا اپنے آقا کا پیچھا کرتا ہے
جب اُسے کھانے کو ملتا ہے۔

مگر جب خُدا وہ نعمتیں چھین لے
جنہیں ٹو عزیز رکھتا ہے
پھر بھی اگر ٹو حمد کرے
تو یہ سچی ستائش ہے۔
”یونہی جیسے ایوب نے کہا
خواہ وہ مجھے مارے“
تو بھی میں اُس پر توکل رکھوں گا؛
کیا ہم خُدا کے ہاتھ سے نعمت لیں
”اور بُرائی نہ لیں؟“
یہی تو سچی حمد ہے۔

جب تُو بسترِ مرض پر لیٹا ہو،
اور درد تیرے جسم میں برق کی مانند دوڑے،
اور ہم مرد، جو اکثر عورتوں سے زیادہ بے صبر ہیں،
خُدا کی حمد کرنا آسان نہیں پاتے
!پھر بھی، اے عزیزو
جب ہم اپنے دل کی رگیں کس لیں،
اور انہیں درست راہ پر لگا دیں،
اور اُس خُداوند کو برکت دیں
جو زندہ ہے،
اور جو ہمیں قبروں کے دروازوں سے بھی
—زندگی میں واپس لا سکتا ہے
!تو وہ ستائش کتنی مبارک ہو گی

—درد کے درمیان حمد
خواہ وہ سر درد ہو، دل کا درد ہو
—یا کوئی بھی بیماری ہو
راستباز کے لیے وہ ستائش نہایت شایانِ شان ہے۔

اور جب کوئی پیارا، جس پر تیرا دل لگا ہوا ہے،
مرض کی حالت میں مبتلا ہو جائے
—تب خُدا کی حمد کرنا
یہ سخت ہے، لیکن نہایت شایانِ شان۔
جب وہ شخص جو تیرا سہارا ہے
دھیرے دھیرے مضمحل ہو رہا ہو،
اور تُو پھر بھی کہے
”خُداوند کی مرضی پوری ہو“
”اُس کے نام کی تمجید ہو
تو اے عزیز
یہ ایسی حمد ہے کہ شاید آسمان کے فرشتے بھی
—ایسی بیش قیمت ستائش پیش نہ کر سکیں
!محبت کے فراق میں تسلیم کی نغمہ سرائی

اور جب زمین کے ڈھیلے
کسی عزیز کی تابوت پر گرنے لگیں
،چاہے وہ بیٹا ہو
،یا کوئی دوست
،یا محبوبہ بیوی
،اور تُو پھر بھی کہے
”خُداوند نے دیا“
،اور خُداوند نے واپس لیا
—”مبارک ہو خُداوند کا نام
تو یہ ستائش راستبازوں کے لیے نہایت موزوں ہے۔

—اور جب یہ سب مصائب اکٹھے ہوں
—موت، بیماری، تنگدستی
،یوں جیسے کئی سمندر ایک ہی جگہ پر آ ٹکراتے ہوں
،تو یاد رکھ
،جتنا گانا مشکل ہو
اتنا ہی اُس گیت کی شان بلند ہو جاتی ہے۔

شاید رات کے پرندے بلبل کا گیت
 ہمیں سب سے زیادہ خوشی دیتا ہے
 کیونکہ وہ رات کے اندھیرے میں گاتا ہے۔
 اور ویسا ہی خدا کو پسند ہے
 جب اُس کے لوگ اندھیروں میں اُس کی حمد کریں۔
 میں نے ایک قدیم مصنف کا قول پڑھا ہے
 — ”خُدا کے پرندے پنجرے میں سب سے عمدہ گاتے ہیں“
 اور جب وہ پنجرہ دکھ اور آزمائش سے بھرا ہو
 تب وہ بڑی مٹھاس سے
 خُداوند کے نام کو بزرگ کرتے ہیں۔

پس اگر کوئی پوچھے کہ
 ایماندار کب حمد کرے؟
 تو میں کہوں گا
 خاص طور پر آزمائش کے وقت۔

اور پھر میں یہ بھی کہوں گا
 کہ ہم کبھی خُدا کی ایسی قبولیت سے حمد نہیں کرتے
 جیسے اُس وقت جب دوسروں کی زبانوں پر
 کفر اور گستاخی ہو۔
 جب ایماندار اُس وقت اپنے خُدا کی گواہی دے
 جب سب اُس کی تضحیک کریں
 جب وہ مسیح کے واسطے بنسی اور طعنہ سہے
 اور خُدا کو مبارک کہے
 — جبکہ باقی سب اُسے لعنتی کہیں
 یہ وہ ستائش ہے
 جو صلیب اُٹھانے والے کے لیے نہایت شایان ہے
 اُس خادم کے لیے جو اُس کے جلال کی خاطر
 اپنی جان بچھاور کرنے کو تیار ہے۔

اور جب تیرا نام بدنام کیا جائے
 اور تجھ پر تہمت لگے
 اور تیرے دین کو فقط شور شرابا کہا جائے
 اور تیرے اعمال کو توڑ مروڑ کر بیان کیا جائے
 — اور تیری نیتوں کو بُرا ظاہر کیا جائے
 تو تب بھی اگر تُو خُدا کی حمد کرے
 اور کہے:

اگر تیرے نام پاک کی خاطر”
 میرے چہرے پر شرم اور رسوائی ہو
 تو میں اُس رسوائی کو خوشی سے قبول کروں گا
 ”اگر تُو مجھے یاد رکھے۔

تو اے عزیز
 ایسی گھڑیوں میں
 ستائش نہایت شیریں ہے۔

لیکن اے پیارو
 ایک ایسی گھڑی بھی آنے والی ہے
 — جب ستائش سب سے زیادہ شایان ہوگی
 جب یہ فانی قالب ٹوٹنے کو ہو

اور ہماری روحیں اُس انجانی دنیا میں داخل ہو رہی ہوں۔
یہ ضروری نہیں کہ ہر ایماندار گاتے ہوئے مرے
، نہ ہی یہ اُس کی نجات کے لیے شرط ہے
لیکن اگر وہ ایسا کر سکے
! تو یہ کیسی موزوں رخصتی ہو گی

، جس طرح آواز پانی کے پار بڑی شیریں سنائی دیتی ہے
ویسے ہی موت کی لہروں کے پار
فاتح ایماندار کا گیت
خاص لطف اور خوشبو کے ساتھ گونجتا ہے۔

میں ہمیشہ مسرت سے یاد رکھوں گا
، ایک مرنے والے ایماندار کا گایا ہوا مصرع
، جس کی بینائی آخری وقت میں جاتی رہی
اور جس کے گیت نے میرے دل میں
: ایسی لے چھوڑ دی جو پہلے نہ تھی

، اور جب تم میری آنکھوں کی ڈوریاں ٹوٹتی دیکھو
تو جان لینا، میرے لمحے کس قدر شیریں ہو گئے؛
، میرے رخسار پر فانی زردی چھا جائے گی
”پر میرے باطن میں جلال ہوگا۔

ہاں،
جب دل اور جسم جواب دے رہے ہوں
تب خدا کی حمد کرنا
راستباز کے لیے نہایت ہی شایانِ شان ہے۔

، اور اب میں اس بیان کو چھوڑتا ہوں
، اور ایک اور چھوٹا سا لفظ آخر میں بیان کرتا ہوں
: اور وہ ہے

IV

کون؟ —

تعریف شایانِ شان ہے — مگر سب کے لیے نہیں — بلکہ راستبازوں کے لیے۔
یہ ایک نہایت رنجناک بات ہے
کہ اس ہفتے وہ نغمے گائے گئے
، جو دُنیا کے سب سے عظیم اور بابرکت الفاظ پر مشتمل تھے
— اور جن کے سُر زمین پر فرشتوں کے نغمات کے بعد سب سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں
— اور اگرچہ میں اُس موسیقی کی مخالفت نہیں کرتا
تاہم میرا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ
وہ گیت اُن لبوں سے بلند ہوئے
جنہیں اُس کی حقیقت سے کچھ واسطہ نہ تھا۔

— میں ہینڈل کی جلیل القدر موسیقی کا حوالہ دے رہا ہوں
ایسا گیت جو شاید زمین پر سننے والوں کے لیے
سب سے مقدس اور بلند لطف کا باعث ہو۔
لیکن گانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں
جنہوں نے نہ خدا کو جانا، نہ اُس کی ستائش کو۔
— یہ سوچنا دل کو دکھ دیتا ہے

—مگر یہی کچھ تو ہر اتوار ہوتا ہے
بلکل یہی حال۔

تم گاتے ہو، پر حقیقتاً تم گاتے نہیں۔
صوت تو موجود ہے
پر دل اُس نغمہ میں شامل نہیں۔
اور جہاں تک عبادت کے روز
—پیشہ ور گانے والوں کا تعلق ہے
تو میں اُسے دنیوی، جسمانی اور شیطانی کہنے میں کچھ باک نہیں رکھتا۔

ہم نے امریکہ کے کلیسیاؤں کے بارے میں سنا ہے
کو اتنا بلند مقام دے دیا گیا ہے (choir) کہ وہاں کوائر
کہ اگر جماعت گانے لگے
تو وہ ناک بھوں چڑھاتے ہیں
کہ کہیں راگ خراب نہ ہو جائے
اور کلیسیا کی آواز
چند ایسے گانے والوں سے دب جاتی ہے
جو شاید موسیقی کے ہالز سے نکل کر آئے ہوں
اور جنہیں خُدا کی تمجید کے نام پر
محض اُس کی توبین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔

ایسا حال انگلستان میں بھی رہا ہے۔
کئی کلیسیاؤں نے خوش آواز لوگوں کو چُن کر کہا
”اؤ، خُدا کی حمد کرو—ہفتہ وار اجرت کے عوض۔“
—لیکن یہ طریقہ کار کامیاب نہیں ہو سکتا
ہر دیانتدار ضمیر گواہی دیتا ہے کہ یہ غلط ہے
اور یہ آیت اُسے سراسر رد کرتی ہے
—کیونکہ تعریف صرف راستباز کے لیے شایان شان ہے
کسی اور کے لیے نہیں۔

راستباز—کیا تم نے اِس لفظ پر غور کیا؟
!کیا جلیل القدر لفظ ہے
یہ وہ شخص نہیں جو راہوں سے بھٹک جائے
—نہ وہ جو کجی میں چلتا ہے
بلکہ وہ جو راستی میں کھڑا ہے۔
کوئی خُدا کی تمجید ایسے نہیں کرتا
جیسے وہ جو راستی میں قائم ہے۔
—خُدا ایک سیدھا موسیقی کا آلہ چاہتا ہے
وہ ٹیڑھے ساز کو پسند نہیں کرتا۔
اگر ہمیں اُس کی ستائش کرنی ہے
تو ہمیں راستباز ہونا پڑے گا۔

اور دیکھو، راستبازی اُس شخص میں ہوتی ہے
جو خُدا کے سوا کسی پر انحصار نہیں کرتا۔
راستباز وہ ہے جو بالکل سیدھا کھڑا ہو۔
—پس اگر کوئی کہے: ”میں مسیحی بننا چاہتا ہوں، لیکن
تو وہ راستباز نہیں۔
—میں دیانت دار بننا چاہتا ہوں، لیکن“
وہ راستباز نہیں۔
—میں دین کا اقرار کرنا چاہتا ہوں، لیکن“
وہ بھی راستباز نہیں۔

، دو دل، دو مقصد
 — جو دُنیا سے بھی اور خُدا سے بھی ربط رکھے
 وہ راستباز نہیں، اور وہ خُدا کی حمد نہیں کر سکتا۔
 ، لیکن جب کوئی مسیح یسوع میں نئی مخلوق بن جاتا ہے
 ، جب اُسے سیدھی راہ سکھائی جاتی ہے
 ، اور فضل عطا ہوتا ہے کہ وہ اُسے اپنائے
 : اور وہ کہے
 ، چاہے اچھے دن آئیں یا بُرے ”
 میرا توکل زندہ خُدا پر ہے۔
 میں جھوٹ نہ بولوں گا، خواہ ساری دُنیا حاصل ہو؛
 میں دھوکہ نہ دوں گا، خواہ آسمان مل جائے۔
 ، میں ان چیزوں سے بے نیاز ہوں
 کیونکہ میرا خُدا وعدہ کر چکا ہے
 — کہ وہ مجھے کبھی نہ چھوڑے گا، نہ ترک کرے گا
 ، جب کوئی ایسی راستی سے کھڑا ہو
 تو وہ ایسی دُھن چھیڑتا ہے
 جو خُدا کے کانوں کو عزیز ہوتی ہے۔

، لیکن وہ سوداگر جو بے ایمانی کرتا ہے
 ، اور وہ تاجر جو دھوکہ دیتا ہے
 ، اور وہ جو خفیہ شرارتوں کا عادی ہے
 — اور وہ جو بددیانتی سے دیوالیہ ہو جاتا ہے
 ایسے لوگوں کی موسیقی خُدا نہیں چاہتا۔
 کسی بدکردار کی ستائش
 کسی انسان کے لیے عزت نہیں لاتی؛
 ، اور ویسے ہی
 کسی بے کردار شخص کی حمد
 خُدا کے لیے بھی کوئی عزت نہیں۔

جب کوئی شخص صالح ہو
 ، اور مسیحی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرے
 تب خُدا کو اُس کی ستائش مناسب معلوم ہوتی ہے۔
 ، اگر میں کسی بدکار کو خُدا کی تعریف کرتے سُنوں
 ، تو میں کہوں گا
 یہ مجھے پسند نہیں؛ ”
 یہ تو ایسا بے
 ”جیسے سونے کی نتھ کسی خنزیر کے ناک میں۔
 ، اگر میں تم میں سے کسی کو نہایت معزز جانتا ہوں
 ، اور سُنوں کہ لندن کے سب بدکار تمہاری تعریف کر رہے ہیں
 تو میں شک میں پڑ جاؤں گا
 کہ شاید تم نے کچھ غلط کیا ہے۔

، ایک فلسفی نے کہا
 : جب ایک شریر شخص نے اُس کی مدح کی
 آخر میں نے ایسا کیا کر دیا ”
 ”کہ یہ شخص میری تعریف کرے؟
 ، اور جب بے دین خُدا کی تمجید کریں
 ، تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں
 ایسا کیا ہوا کہ خُدا کی مدح ”
 ”ایسے شخص کے منہ سے نکلے؟
 — ایسی حمد مناسب نہیں

یہ محض ایک رسم ہو سکتی ہے
 —جان کے بغیر، ایک مردہ نغمہ
 جسے خدا قبول نہیں کرتا؛
 —یا یہ منافقت ہو سکتی ہے
 اور خدا اُسے بھی رد کرتا ہے؛
 —یا یہ کھلی توہین ہو سکتی ہے
 اور یہ تو سب سے زیادہ نفرت انگیز ہے۔

تعریف راستباز کے لیے شایان شان ہے۔

پس، اے عزیزو، کیا تم راستباز ہو؟
 کیا تم سب سے پہلے گرا دیے گئے
 اور اُس افقی حالت میں لائے گئے؟
 اگر ایسا ہوا ہو
 تو پھر تم عمودی (سیدھے) کھڑے کیے جاؤ گے۔
 آدمی کو لازم ہے کہ
 فضل کے تخت کے سامنے جھکایا جائے
 اپنی بے بسی کا اقرار کرے
 اور مسیح کے صلیب کی طرف نظر کرے
 اور اُسی میں آرام پائے؛
 ورنہ وہ اب تک نہ جان پایا
 کہ راستباز ہونا کیا ہے۔
 کیونکہ صرف یہی بنیاد
 —ثابت قدمی عطا کرتی ہے
 زندہ خدا پر ایمان۔
 اور ایمان دار وہی ہے
 جو کھڑا رہتا ہے
 جب اور سب گر پڑتے ہیں۔

آہ! کہ دل کی ایسی راستی ہمیں حاصل ہو۔
 اگر تمہیں یہ حاصل ہے
 —تو جاؤ اور خدا کی تمجید کرو
 یہ تمہارے لیے شایان شان ہے۔
 :اسے کبھی ترک نہ کرو، بلکہ کہو

،میں زندگی میں بھی اُس کی حمد کروں گا”
 میں موت میں بھی اُس کی حمد کروں گا؛
 جب تک سانس باقی ہے
 میں اُس کی تمجید کرتا رہوں گا؛
 اور جب موت کی شبیم میری پیشانی پر ٹھنڈی ہو
 :تب بھی کہوں گا
 ،اگر میں نے کبھی تجھ سے محبت کی
 ،اے میرے يسوع
 “تو وہ وقت یہی ہے۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ سٹرجن
 زبور 130؛ 1 یوحنا 4:7

زبور 130

آیت 1

اے خداوند! میں نے گہرائیوں میں سے تجھ سے فریاد کی ہے۔

خُدا کے مقدسوں میں جو بزرگ ترین ہیں، وہ بھی ان گہرائیوں سے گزرے ہیں۔
 پس اگر مجھے بھی آزمائشوں سے گزرنا پڑے، تو میں کیوں شیکوہ کروں؟
 میں کیا ہوں کہ جنگ سے بچا رہوں؟
 کیا میں بغیر صلیب اُٹھائے تاج کی اُمید رکھوں؟
 —داؤد نے بھی گہرائیوں کو دیکھا
 پس مجھے اور تجھے بھی اُن میں جانا ہوگا۔
 لیکن داؤد نے گہرائیوں میں سے خُدا کو پکارنا سیکھا۔

یہ سبق یاد رکھ
 کوئی جگہ ایسی عمیق نہیں
 جہاں سے دعا خُدا کے کانوں تک نہ پہنچ سکے
 اور خُدا کا لمبا بازو وہاں تک نہ جا سکے
 کہ ہمیں اُن گہرائیوں سے نکال لے۔

!اے خُداوند! میں نے گہرائیوں میں سے تجھ سے فریاد کی ہے

یہ نہ کہو، ”میں نے گہرائیوں میں سے اپنے ہمسایوں سے بات کی
 اور دوستوں سے تسلی چاہی۔“

اگر وہ سانس جو بے کار گزرتا ہے
 دُعا کی صورت آسمان کو روانہ ہو
 —تو تیرا گیت خوشی سے گونجے گا
 “اور تُو کہے گا، ’سن، خُداوند نے میرے لیے کیا کیا ہے

آیت 2

اے خُداوند! میری آواز سُن؛
 میرے التجاؤں کی آواز پر تیرے کان متوجہ ہوں۔

دُعا کا ایک بڑا حصہ اقرار پر مشتمل ہونا چاہیے؛
 —سو زبُور نویس یوں آگے بڑھتا ہے

آیت 3

اے خُداوند! اگر تُو بدکاریوں کا حساب رکھے
 تو اے خُداوند! کون باقی رہ سکتا ہے؟

—یعنی یہ کہ

مسیح کے بغیر، اگر خُدا
 اپنے عدل کو کامل شدت سے نافذ کرے
 تو بہترین انسان بھی کھڑا نہ رہ سکے گا۔
 کیونکہ بہترین انسان بھی
 اپنی بہترین حالت میں بھی
 گناہگار ہی ہیں۔

آیت 4

پر تُو بخشش کرنے والا ہے، تاکہ لوگ تجھ سے ڈریں۔

اگر رحم نہ ہوتا
 —تو انسانی دل میں محبت نہ ہوتی
 اور اگر معافی کا خاتمہ ہوتا
 تو دین کا بھی خاتمہ ہو جاتا۔

یہاں ہم سیکھتے ہیں کہ
خُدا کے مقدسوں میں سے بھی سب سے پاک لوگ
،ایک درمیانی کی بنیاد پر مقبول ہوتے ہیں
اور گناہوں کی معافی کے محتاج ہوتے ہیں۔

آیت 5

میں خُداوند کا انتظار کرتا ہوں؛
میری جان اُس کی منتظر ہے؛
اور میں اُس کے کلام پر اُمید رکھتا ہوں۔

—یہ انتظار تَوَقُّع کا ہے
ہم یقین رکھتے ہیں
،کہ وہ ہمیں رحمت دینے کو ہے
اور ہم ہاتھ بڑھا کر اُسے قبول کرتے ہیں۔

—یہ انتظار تسلیم و رضا کا بھی ہے
،ہم نہیں جانتے کہ خُدا کیا کرے گا
،یا کب ظاہر ہوگا
لیکن ہم منتظر رہتے ہیں۔

—ہارون خاموش رہا
یہ ایک بڑی فضیلت ہے
،کہ جب ہمیں خُدا کا عمل سمجھ نہ آئے
،تب بھی ہم اُس کے لیے منتظر رہیں
،اُس کی وضاحتوں کے منتظر
،اور اگر وہ وضاحت نہ دے
تو بغیر اُن کے بھی راضی رہیں۔

6

میری جان خُداوند کی منتظر ہے اُن سے زیادہ جو صُبح کا انتظار کرتے ہیں؛ ہاں، اُن سے زیادہ جو صُبح کے منتظر ہوتے ہیں۔

،اور کتنے ہی جہازرانوں نے صُبح کے انتظار میں کرب سے نگاہیں لگائے رکھی ہیں
کیونکہ جب تک دن نہ چمکے، وہ نہ جان سکتے تھے کہ اُن کی کشتی کہاں ہے۔
،کتنے ہی دُکھ میں پڑے بیمار، درد کے بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے
،صُبح کی اُس میں کہتے ہیں، ”کاش خُداوند صُبح لے آئے
“شاید تب کچھ آرام میسر ہو۔

،اور تُو جانتا ہے، کہ فصیلوں پر جو نگہبان رات بھر دشمن کی تاک میں ہوتے ہیں
وہ بھی صُبح کا اشتیاق سے انتظار کرتے ہیں۔

پس داؤد کی جان بھی ایسے ہی منتظر ہے۔
اے خُداوند، اگر تُو مجھے ابھی حاصل نہ بھی ہو، تو اجازت دے
کہ میں تیری راہ تکتے ہوئے تیرا انتظار ہی کروں۔

اے کیا خوشی ہے اُس خُدا کے انتظار میں، جو بظاہر غائب ہے۔
،مجھے یاد ہے رَدِ فورڈ نے کہا تھا
،مجھے نہیں سُجھتا کہ میں غمگین ہو سکتا ہوں
،کیونکہ اگر مسیح مجھے پیار نہ بھی کرے
اگر وہ مجھے فقط یہ اجازت دے
—کہ میں اُسے پیار کرتا رہوں

—اور میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اُس سے محبت کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا
”تو بس اُس کی محبت ہی میرے لیے فردوس ہے۔

خُدا کے انتظار میں بھی ایک مٹھاس ہے
—ایسی جو الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی

!جو پکارتے ہیں، اُن کے لیے تُو کیسا مہربان”
!جو ڈھونڈتے ہیں، اُن پر تُو کیسا فیاض
—لیکن جو تجھے پا لیتے ہیں
!اے یہ کیفیت— نہ زبان بیان کر سکتی ہے، نہ قلم
، عیسیٰ کی محبت کیا ہے
”یہ صرف وہی جانتے ہیں جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔

، مبارک ہیں وہ جو صبر سے انتظار کرتے رہے
اور بالآخر اپنے خُدا کو دیکھ لیا۔

7-8

!اے اسرائیل، خُداوند پر اُمید رکھ ۔
، کیونکہ خُداوند کے پاس رحمت ہے
اور اُس کے ساتھ بڑی فدیہ دہی ہے۔
اور وہ اسرائیل کو اُس کی ساری بدکاریوں سے چھڑائے گا۔

—وہ یہ کام دوہری اور کامل راہ سے کرے گا
وہ ہمارے گناہوں کے اثر سے ہمیں چھڑائے گا
—اپنی کفارے کی قربانی کے وسیلہ سے
اور گناہ کی حضوری سے ہمیں خلاصی دے گا
اپنی تقدیس بخش روح کے وسیلہ سے۔

وہ تختِ خُدا کے سامنے بے عیب ٹھہرائے جائیں گے۔
، اور میں اُن کا خون پاک کروں گا جو ابھی تک پاک نہ ہوا
فرماتا ہے خُداوند جو صبیون میں سکونت رکھتا ہے۔

میری جان کو اِس قیمتی وعدہ میں حصّہ اور نصیب ملے۔

؛ 1 یوحنا 4:1-7

4

اور یہ باتیں ہم تمہیں اِس لیے لکھتے ہیں کہ تمہاری خوشی کامل ہو جائے۔ ۔
بعض ایمانداروں کو خوشی حاصل ہے، مگر اُن کے پیالے کی تہ میں فقط چند قطرے ہیں۔
—لیکن کلامِ مقدس اِسی لیے لکھا گیا
—اور بالخصوص مجسمِ خُدا کی تعلیم اِس لیے آشکار کی گئی
کہ تمہاری خوشی معمور ہو جائے۔

، کیوں نہ ہو، اگر تمہیں اور کوئی بات خوشی نہ دے
، تو یہ حقیقت کہ یسوع تمہارا بھائی بنا
—اور تمہارے جسم میں ملبوس ہوا
یہی تمہارے لیے کامل خوشی کا باعث ہونا چاہیے۔

5

اور یہی وہ پیغام ہے جو ہم نے اُس سے سنا اور تمہیں سناتے ہیں ۔
 کہ خُدا نُور ہے
 اور اُس میں ذرّہ برابر بھی تاریکی نہیں۔

نہ فقط کوئی نور، اور نہ فقط وہ نور
 اگرچہ وہ دونوں ہے — بلکہ وہ خود نور ہے۔
 کتابِ مقدس میں نور علم کے لیے استعمال ہوتا ہے
 پاکیزگی کے لیے
 ترقی اور کامرانی کے لیے
 شادمانی کے لیے
 اور راستی کے لیے۔

—خُدا نور ہے
 اور یوحنا، جو ہمیشہ سچائی بیان کرنے کے بعد اُس کی حفاظت بھی کرتا ہے
 :اس پر تاکیداً اضافہ کرتا ہے
 ”اور اُس میں ذرّہ برابر بھی تاریکی نہیں۔“

6

اگر ہم کہیں کہ ہم کو اُس سے شراکت ہے اور تاریکی میں چلیں ۔
 تو ہم جھوٹے ہیں، اور سچائی پر عمل نہیں کرتے۔

دھیان رہے
 —یہاں تاریکی سے مراد غم کی تاریکی نہیں
 کیونکہ خُدا کے بہت سے بندے ایسے ہیں
 جو شک اور خوف کی تاریکی میں چلتے ہیں
 اور پھر بھی اُن کی خُدا سے رفاقت ہے۔

بلکہ اکثر اوقات تو مسیح کے ساتھ رفاقت
 اُسی تاریک راہ میں اور بھی گہری ہوتی ہے۔

لیکن یہاں تاریکی سے مراد گناہ کی تاریکی ہے
 جھوٹ اور نافرمانی کی تاریکی۔

اگر میں جھوٹ میں چلوں، یا گناہ میں
 اور یہ دعویٰ کروں کہ خُدا سے شراکت رکھتا ہوں
 تو میں جھوٹ بولتا ہوں
 اور حق پر عمل نہیں کرتا۔

7

لیکن اگر ہم نُور میں چلیں ۔
 —جیسے کہ وہ خود نُور میں ہے
 نہ کہ اُسی درجہ میں
 —بلکہ اُسی طرز پر

تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ شراکت رکھتے ہیں
 اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کا خون
 ہمیں ہر گناہ سے پاک کرتا ہے۔

پس دیکھ
— کہ جب ہم بہترین طور پر چلتے ہیں
— جب ہم نور میں چلتے ہیں، جیسے کہ وہ نور میں ہے
— اور جب ہماری رفاقت اعلیٰ ترین ہوتی ہے
تب بھی ہمیں روزانہ کی تطہیر کی ضرورت ہے۔

!اس پر غور کر، اے میری جان
”یہ نہیں لکھا،“ یسوع مسیح کا خون ہمیں پاک کر چکا
بلکہ یہ کہ
پاک کرتا ہے،“۔“

،اگر گناہ پھر لوٹ آئے
تو اُس کا خون بار بار اپنا اثر دکھائے۔

،کوئی خوف نہیں
کہ میرے روزمرہ کے لغزشیں اور کوتاہیاں
اس بیش قیمت خون سے ڈھل نہ جائیں۔

لیکن کچھ ایسے بھی ہیں
،جو اپنے تئیں مکمل پاک سمجھتے ہیں
— اور گمان رکھتے ہیں کہ اُن میں کوئی گناہ نہیں
ایسا دعویٰ سچائی سے خالی ہے۔